خطبہ جمعہ

عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلّت چاہی اسی ذلّت سے ہمارے لئے عزّت نکلی۔

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے۔

جب وہ وقت آپہنچے گا کہ جو خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تب وہ لوگ دینِ اسلام میں داخل ہونگے

(قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے صفت عزیز کا تذکرہ اور آیات قرآنیہ کی پرمعارف تشریح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵؍اپریل ۲۰۰۲ء بمطابق ۵؍شہادت ۱۳۸۱ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ. هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ. وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔ (سورة الجمعة :۲تا ۴)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے امّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ کی آیت ﴿وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ نازل ہوئی۔ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ مَیں نے تین مرتبہ سوال کو دہرایا۔ ہمارے درمیان سلمان فارسیؓ موجود تھے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے تب بھی ان میں سے کچھ اشخاص یا ایک شخص اسے وہاں سے لے آئے گا۔ (بخاری. كتاب تفسير القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خَیرُ القُرُونِ قَرْنِیْ اور پھر دوسری اور تیسری صدی کو خیر القرون کہا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ثُمَّ یَفْشُو الْکَذِبُ۔ اب ایک نادان اور خدا کی سنّت سے ناواقف کہہ سکتا تھا کہ آپؐ کی قوّت قدسی، معاذاللہ، ایسی کمزور تھی کہ تین صدیوں سے آگے مؤثر نہ رہی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے کور باطن کے جواب کے لئے فرمایا: ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾۔ آپؐ کی قوّت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے چنانچہ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کا وعدہ فرمایا یعنی ایک اَور قوم آخری زمانے میں آنے والی ہے جو بلاواسطہ نبی کریم ﷺ سے فیض اور برکات حاصل کرے گی اور ایک بار ہم اسی رسول کی بعثت بروزی کریں گے۔ وہ بعثت بھی اسی کے ہم رنگ ہو گی جو ﴿فِيْ الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا﴾ کے وقت تھی۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امّت کے اعمال آنحضرت ﷺ کو پہنچائے جاتے ہیں۔ پس سوچو کیسی تڑپ آپ کو پیدا ہوئی ہو گی جب آپؐ کو بتایا گیا ہو گا کہ اس قسم کے حاشیے چڑھائے جاتے ہیں جن سے امرِ حق کو شناخت کرنا قریباً محال ہو گیا ہے اور وہ باتیں داخلِ اسلام کر لی گئی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اِس معلّم کو دوبارہ بھیج دیں گے۔ فِي الْاُمِّيّٖن رَسُوْلًا کی بعثت کریں گے۔ اس کی توجہ ان پر ڈالیں گے جو ﴿لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کے مصداق ہیں یعنی ابھی نہیں آئے، آنے والے ہیں۔"

(الحکم. ۱۷/ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"وہ خدا، وہ کریم و رحیم ہے جس نے اُمیوں میں انہیں میں سے ایک ایسا کامل رسول بھیجا ہے کہ جو باوجود اُمّی ہونے کے خدا کی آیات اُن پر پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس نبی کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کے گروہ میں سے اور ملکوں کے لوگ بھی ہیں جن کا اسلام میں داخل ہونا ابتداء سے قرار پا چکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے اور خدا غالب اور حکیم ہے جس کا فعل حکمت سے خالی نہیں یعنی جب وہ وقت آپہنچے گا کہ جو خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ تب وہ لوگ دینِ اسلام میں داخل ہوں گے۔" (براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۳۸۔ حاشیہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"وہ رحیم خدا وہ خدا ہے جس نے اُمیوں میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے، اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو اُن کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو اُنہیں میں سے ہو جائیں گے اور اُنہیں کے کمالات پیدا کر لیں گے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب ہے اور حکمت والا۔ اس جگہ یہ نکتہ یاد رہے کہ آیت ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ میں آخرین کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہے گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدّرہ کے یوں ہے: ﴿هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

يَلْحَقُوْا بِهِمْ.﴾۔

یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اَور بھی ہیں جن کا گروہِ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسی نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت ﷺ اُس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنی وہ لوگ ایسے زمانے میں آئیں گے کہ جس زمانے میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مذہبِ اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی۔ تب خدا تعالیٰ کسی نفسِ سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریمؐ کی روحانیت کی تربیت سے کمالِ روحانی تک پہنچادے گا اور اس کو ایک گروہِ کثیر بنائے گا اور وہ گروہ صحابہؓ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت ﷺ کی ہی زراعت ہو گی اور آنحضرت ﷺ کا فیضان اُن میں جاری و ساری ہوگا اور صحابہؓ سے وہ ملیں گے یعنی اپنے کمالات کے رُو سے اُن کے مشابہ ہو جائیں گے اور اُن کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی موقعے ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائیں گے جو صحابہؓ کو حاصل ہوئے تھے اور بباعث تنہائی اور بے کسی اور پھر ثابت قدمی کے اُسی طرح خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق سمجھے جائیں گے کہ جس طرح صحابہؓ سمجھے گئے تھے کیونکہ یہ زمانہ بہت سی آفتوں اور فتنوں اور بے ایمانی کے پھیلنے کا زمانہ ہوگا اور راست بازوں کو وہی مشکلات پیش آجائیں گی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئی تھیں۔ اس لئے وہ ثابت قدمی دکھلانے کے بعد صحابہؓ کے مرتبہ پر شمار ہوں گے لیکن درمیانی زمانہ فیجِ اَعوج ہے جس میں بباعث رُعب اور شوکت سلاطینِ اسلام اور کثرت اسباب تنعّم صحابہؓ کے قدم پر قدم رکھنے والے اور اُن کے مراتب کو ظلّی طور پر حاصل کرنے والے بہت ہی کم تھے مگر آخری زمانہ اوّل زمانہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ اُس زمانے کے لوگوں پر غربت طاری ہو جائے گی اور بجز ایمانی قوّت کے اَور کوئی سہارا ابلاؤں کے مقابلہ پر اُن کے لئے نہ ہوگا۔ سو اُن کا ایمان خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا مضبوط اور ثابت ہوگا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اس کو زمین پر لے آتے یعنی اُن پر زلزلے آئیں گے اور وہ آزمائے جائیں گے اور سخت فتنے اُن کو گھیریں گے لیکن وہ ایسے ثابت قدم نکلیں گے کہ اگر ایمان افلاک پر بھی ہوتا تب بھی اُس کو نہ چھوڑتے۔ سو یہ تعریف کہ وہ ایمان کو آسمان پر سے بھی لے آتے، اِس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جب چاروں طرف بے ایمانی پھیلی ہوئی ہو گی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت دلوں سے نکل جائے گی مگر اُن کا ایمان اُن دلوں میں بڑے زور میں ہوگا اور خدا تعالیٰ کے لئے بلاکشی کی اُن میں بہت قوّت ہو گی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہوگا۔ نہ کوئی خوف اُن کے لئے مانع ہوگا اور نہ کوئی دنیوی امید اُن کو سست کرے گی اور ایمانی قوت اُنہیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ ایسی آزمائشوں کے وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت قدم نکلے"۔(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور آخر زمانہ کا آدم در حقیقت ہمارے نبی کریم ہیں ﷺ اور میری نسبت اُس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ اِسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس ﴿اٰخَرِيْنَ﴾ کے لفظ میں فکر کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریمؐ کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریمؐ کے لطف اور جُود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اُس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہؓ میں داخل ہوا اور یہی معنے ﴿اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے، اُس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ۔ صفحہ ۱۷۰۔۱۷۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا اللہ جلّ شانہٗ نے ظاہر الفاظ آیت میں ﴿وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ کا لفظ استعمال کر کے اِس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہؓ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانے میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس آیت ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کے تمام حروف کے اعداد سے جو ۱۲۷۵ ہیں، اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو ﴿اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سنّ میں پورا کر کے صحابہؓ سے مناسبت پیدا کر لے گا۔ سو یہی سنّ ۱۲۷۵ ہجری جو آیت ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اِس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے"۔(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۰)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور فرمایا كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ یعنی نبی کریم ﷺ نے تمہیں اپنی روحانیت کی تاثیر کے ذریعہ سکھایا اور اپنی رحمت کا فیض تیرے دل کے برتن میں ڈال دیا تا تجھے اپنے صحابہؓ میں داخل کریں اور تجھے اپنی برکت میں شریک کریں اور تا اللہ تعالیٰ کی خبر ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ اس کے فضل اور اس کے احسان سے پوری ہو۔"(حاشیہ خطبہ الہامیہ۔ صفحہ ب)

اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس ہے:۔

"یہ لوگ جمع بین الصلوٰتین پر روتے ہیں حالانکہ مسیح کی قسمت میں بہت سے اجتماع رکھے ہیں۔ کسوف و خسوف کا اجتماع ہوا، یہ بھی میرا ہی نشان تھا اور ﴿وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ بھی میرے ہی لئے ہیں اور ﴿وَاٰخَرِين مِنهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ بھی ایک جمع ہی ہے کیونکہ اوّل اور آخر کو ملایا گیا ہے اور یہ عظیم الشان جمع ہے جو رسول اللہ ﷺ کے برکات اور فیوض کی زندگی پر دلیل اور گواہ ہے اور پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسبابِ تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اِس قدر سامان تبلیغ جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیلِ دین بھی تھا جس کے لئے فرمایا گیا تھا ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُم وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ اب اِس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ ایک تکمیل

ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت ﷺ کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعتِ ہدایت کا زمانہ آپؐ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ ﴿اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ کا وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اَب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ ہدایت اور تکمیل اشاعتِ ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح پر ملایا ہے اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے۔"

(الحکم۔ جلد ۶۔ نمبر ۴۳۔ بتاریخ ۳۰/ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اوّل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت ﷺ کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروزی کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اُس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث، اس کے خُلق کا وارث، اس کے علم کا وارث، اُس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اُس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرے کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلّی طور پر اس کا نام لے گا، اس کا خُلق لے گا، اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد ﷺ تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آ سکتے ہیں۔" (نزول المسیح۔ صفحہ نمبر ۳ حاشیہ)

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (سورۃ التغابن:۱۹)
غیب اور حاضر کا دائمی علم رکھنے والا، کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

پھر فرمایا: ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا. وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (سورۃ الملک:۳)
وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے موت اور زندگی بنائی۔ اس دنیا کو چھوڑنا اور پھر ہمیشہ زندہ رہنا۔

جس چیز کا تقاضا اور خواہش انسان میں ہے۔ اس کا سامان بھی ضرور موجود ہو جاتا ہے۔

انسان کی یہ فطری خواہشات سے ہے کہ وہ فنا نہ ہو۔ تو اس کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہے۔ مرنے کے بعد رُوح قائم رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موت بھی بنائی ہے۔ یہ بھی اُس کی بڑی غریب نوازی ہے۔ موت کے ساتھ دنیا کی سب تکالیف کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور موت کے بعد پھر ترقیات کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ موت انسان کے واسطے اس طرح ضروری ہے جس طرح ہر اُس لڑکی کے واسطے جو کسی کے گھر میں پیدا ہوا۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے ماں باپ بصد محبت اُسے پال پوس کر اور ہر طرح سے اُس کی تعلیم و تربیت کر کے بالآخر ایک دن اسے اپنے گھر سے رُخصت کر کے دوسرے گھر میں پہنچا آویں۔ کیونکہ اس میں ایک جوہر خدا تعالیٰ نے رکھا ہے جس کی شگفتگی سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ وہ اس گھر کو چھوڑ کر اُس گھر میں چلی جاوے۔ خواہ اس کے ماں باپ اور خویش و اقرباء اس کی جدائی کے صدمہ سے روئیں اور غم کھائیں اور آنسو بہائیں۔ پر ضرور ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اُسے رخصت کریں۔ جس طرح وہ جدائی کی گھڑی سخت ہے، اسی طرح موت کی ساعت بھی سخت ہے۔ مگر اس کے بعد آرام و راحت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔

اس موت و حیٰوۃ کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں قوموں کی روحانی موت اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کی تمام قوموں پر روحانی مُردگی وارد ہو چکی تھی اور بر و بحر ہلاک ہو چکے تھے۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں دوسری جگہ اشارہ فرمایا ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ﴾ (انفال:۲۵)۔ اے مومنو! اللہ اور رسول کی بات مانو جبکہ وہ تمہیں بلاوے تا کہ تمہیں زندگی عطا کرے۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۷/ دسمبر ۱۹۱۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں:-

"امتحان کے معنے ہیں: کسی سے محنت لینا اور اس پر مزدوری دینا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی. لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ (حجرات:۴)۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے ایک امتحان میں ڈالا جس سے وہ کامیاب ہوئے اور مغفرت اور اجر عظیم انہوں نے حاصل کیا۔

عَزِیْز: پیاری باتوں کو پیار کرنے والا۔ غالب۔ بڑی عزت والا ہے اور بندوں سے غلطیاں ہوئی ہیں تو وہ استغفار کریں، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۶/ نومبر ۱۹۱۱ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"دنیا کی کامیابیاں ابتلاء سے خالی نہیں ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے: ﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ﴾ یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ ہم تمہیں آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آ جائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔" (الحکم۔ جلد ۵۔ نمبر ۲۳۔ ۲۴/ جون ۱۹۰۱ء صفحہ اوّل)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:-

"..... اب ان مذاہب پر نظر ڈال کر صدق دل سے بتاؤ کہ اسلام کے سوا کوئی اور طریق ہے، جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو سکتے ہیں۔ .... دیکھو اور غور سے سنو! یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامُراد ہونے نہیں دیتا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اُس کے برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں۔ کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اس کا کوئی تعلق آسمان سے ہے...... مگر میں نے اپنے پُرزور نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ برکات اور زندہ نشانات صرف اسلام کے لئے ہیں۔ میں نے بے شمار اشتہار دیئے ہیں اور ایک مرتبہ سولہ ہزار اشتہار شائع کئے۔ اب ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جھوٹے مقدمات کئے اور قتل کے الزام دیئے۔ اور اپنی طرف سے ہمارے ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے، مگر عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت چاہی، اُسی ذلت سے ہمارے لئے عزت نکلی۔ ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (الجمعہ:۵) دیکھو اگر کلارک کا مقدمہ نہ ہوتا تو ابراء کا الہام کیونکر پورا ہوتا جو مقدمہ سے بھی پہلے سینکڑوں انسانوں میں شائع ہو چکا تھا۔

یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ معجزات اور ثبوت ہیں۔ اسلام دوسرے چراغ کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی چراغ ہے اور اس کے ثبوت ایسے اجلی بدیہیات ہیں کہ اُن کا نمونہ کسی مذہب میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہوگی جس کا نمونہ موجود نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ ۳۳۲۔۳۳۳۔ جدید ایڈیشن)

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات:

"میاں محمد الدین صاحبؓ مذکور اور منشی محمد الدین صاحب واصل باقی نویس نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:۔

"اِنِّیْ اَعْزَزْتُ وَ اَکْرَمْتُ وَ یَسُرُّنِیْ قَوْلُكَ اِنِّیْ عَلَّمْتُ"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱۔صفحہ ۱۰۹)۔(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۳۔صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ:۔یعنی میں نے عزت دی۔ اور آپ کی بات مجھے پسند آتی ہے۔ میں نے اسے تعلیم دی۔(تذکرہ۔ صفحہ ۷۷۸۔ ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

الہام ۱۹۰۰ء:۔

اِنِّیْ حَاشِرٌ کُلَّ قَوْمٍ یَّاْتُوْنَكَ جُنُبًا۔ وَ اِنِّیْ اَنَرْتُ مَکَانَكَ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ بَلَجَتْ اٰیَاتِیْ۔ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا۔

میں ہر یک قوم میں سے گروہ کے گروہ تیری طرف بھیجوں گا۔ میں نے تیرے مکان کو روشن کیا۔ یہ اس خدا کا کلام ہے جو عزیز اور رحیم ہے اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہم جانیں کہ یہ خدا کا کلام ہے تو اُن کے لئے یہ علامت ہے کہ یہ کلام نشانوں کے ساتھ اُترا ہے اور خدا ہرگز کافروں کو یہ موقع نہیں دے گا کہ مومنوں پر کوئی واقعی اعتراض کر سکیں۔"

(تذکرہ۔ صفحہ ۳۹۱ تا ۳۹۳)

پھر ۱۹۰۰ء کا الہام ہے:۔

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُ ھُمْ وَلِتَدْعُوَ قَوْمًا اٰخَرِیْنَ۔

اُن کو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میرے پر اس کا جرم ہے یعنی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور اُس شخص سے زیادہ تر ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحیم ہے۔ تا تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا دوسری قوموں کو دعوت دین کرے۔(تذکرہ۔ صفحہ ۳۹۴۔۳۹۵)

پھر ۱۹۰۰ء کا ایک الہام ہے:

لَا تَعْجَبَنَّ مِنْ اَمْرِیْ۔ اِنَّا نُرِیْدُ اَنْ نُّعِزَّكَ وَ نَحْفَظَكَ۔

(اربعین نمبر ۲۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۸۵)

ترجمہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ: "میرے امر سے تعجب مت کر۔ ہم تجھے عزت دینا چاہتے ہیں اور تیری حفاظت کرنا چاہتے ہیں"۔

پھر الہام ہے ۱۴؍اگست ۱۹۰۳ء کا:۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔

اے سردار! پُر حکمت قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ تُو خدا کا مرسل ہے۔ اور راہِ راست پر ہے۔ اس کا نزول اس خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔(تذکرہ۔ صفحہ ۴۷۹)

۱۷؍دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۸؍جنوری ۱۹۰۴ء کا الہام ہے:

"کَمَّلَ اللّٰہُ اِعْزَازَكَ"۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا اعزاز مکمل کیا۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۱)

یا۔ اللہ تعالیٰ تیرا اعزاز کامل کرے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:

"اَطَالَ اللّٰہُ بَقَآءَكَ وَکَمَّلَ اللّٰہُ اِعْزَازَكَ۔ وَطَوَّلَ اللّٰہُ عُمْرَكَ"۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۴،۳۵)

اللہ تجھے دیر تک باقی رکھے اور تیرے اعزاز کو مکمل کرے اور تیری عمر کو لمبا کرے۔

(تذکرہ صفحہ ۵۲۴۔۵۲۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:"قُلْ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُوالْاِقْتِدَارِ اَفَلَا تُؤْمِنُوْنَ"۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۷ مورخہ ۶؍اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۔ تذکرہ صفحہ ۵۶۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

کہہ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ قدرت رکھنے والا۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔

پھر ۱۹۰۶ء کا الہام ہے:

"یٰسٓ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ"۔

اے سردار! تُو خدا کا مرسل ہے راہِ راست پر۔ اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں۔ سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔(تذکرہ۔ صفحہ ۶۶۴۔۶۶۵)

پھر الہام ہے ۱۴؍اگست ۱۹۰۷ء:"آج ہمارے گھر میں پیغمبر ﷺ آئے، آگئے، عزت اور سلامتی"۔(تذکرہ۔ صفحہ ۷۲۶۔ ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

الہامات ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۷ء:۔

"اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ"۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔

"اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ الرَّحْمٰنُ ذُوالْعِزِّ وَالسُّلْطَانِ"۔

میں تیرا ربّ رحمان ہوں۔ صاحب عزت کا اور صاحب غلبہ کا۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۷۳۲)

❀❀❀......❀❀......❀❀❀